

Registerd

L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۰) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

گذشتہ اخبار

بڑی خوشی کی خبر ہے کہ پادری ای ایم ویری صاحب امریکہ سے ہندوستان کو بہت جلد روانہ ہونے والے ہیں۔ آپ براہ ہانگ کانگ آئینگے اور امید ہے کہ ۱۵ اکتوبر تک لودیانہ پہنچ جائینگے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا انکو حفاظت سے صحیح سلامت جلد ہمارے پاس پہنچادے۔ **جنرل بوتھ** صاحب نے اکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف سیول لا کی اعزازی ڈگری حاصل کی ہے۔ جس وقت یہہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے صاحب موصوف پلیٹ فارم پر چنسلر سے مصافحہ کرنے کو آئے تو تمام طلبا کی جماعت انکی تعظیم کے لئے کھڑی ہوگئی اور نعرہ بلند کیا۔ **دو مسیحی طلباء** نے حال ہی میں میڈیکل امتحان پاس کیا ہے ایک تو مسٹر لینوئیل بیچلر آف سائنس نے نیو یارک کی کارنل یونیورسٹی سے ایم ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ دوسری مس امین شاہ ہیں جو سی۔ ایم۔ ایس گرلس سکول گرگاؤنم کی ہیں اُس نے بمبئی یونیورسٹی سے ایل۔ ایم۔ ایس کا امتحان پاس کیا ہے۔ **مسز لولینی** بینرجی رائیل ایشیاٹک سوسایٹی کی ممبر منتخب ہوئی ہیں۔ یہہ پہلی ہندو خاتون ہیں جنہوں نے یہہ اعزاز حاصل کیا ہے۔ مسٹر بینرجی مسٹر کے سی گپتا آئی سی ایس کی صاحبزادی ہیں۔ اور مسٹر بینرجی کوچین کے دیوان ہیں۔ حال ہی میں آپ اُن یہودیوں کی جو ہندوستان میں مقیم ہیں تواریخ لکھ رہے ہیں۔ **چین میں** ایک لاکھ اسی ہزار مسیحی شرکار ہیں اور کل مسیحی جماعت کی تعداد ۷ لاکھ ۵۰ ہزار ہے ۶۰ مختلف مشنیں چین میں کام کر رہی ہیں۔ **قیصر ہند کے تمغہ** حاصل کرنے والوں میں مس ہیولٹ کا بھی نام ہے۔ واقعی اُن کی خدمت قابل قدر ہے۔ **کنور سر ہرنام سنگھ** ٹرسٹ فنڈ سنہ ۱۹۰۵ء سے سنہ ۱۹۰۶ تک کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ سالانہ آمدنی اس فنڈ کی قریب ایکہزار ۸ سو کے ہے جسمیں سے نصف مسیحی طلبار کی کالج تعلیم کے لئے دیا جاتا ہے اور باقی کچھ تو اُن طلبار کو دیا جاتا ہے جو صنعت و حرفت سیکھتے ہیں اور کچھ ودیگی مناوون کے لئے صرف ہوتا ہے۔ **سنہ ۱۹۰۵ء** و سنہ ۱۹۰۶ تک اس فنڈ سے دس طلبار کی مدد کی گئی اور پانچ حرفتی طلبا کو دیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۶ و سنہ ۱۹۰۷ کی تعداد ۷ و ۶ ہے۔ **لیورپول** میں مشر وائیٹ آنریبل سموئیل سمتھ کی یادگاری میں ایک پختہ مینار بن رہا ہے جسکی بلندی ۷۰ فٹ ہوگی اور اُسمیں صاحب مرحوم کا بت بھی نصب ہوگا اور اُسکی چاروں طرف فوارے چلتے ہونگے اس کی لاگت ۰۰۰ ۱۰ پونڈ تک ہوگی۔ **بائیبل** سوسایٹی نے اب ۴۰۰ زبانوں میں کل بائیبل یا اُس کے حصص شائع کئے ہیں۔ **امسال** ایسپرول فارسٹ کالج ڈیرہ دون میں چار ہندوستانی مسیحی زیر تعلیم ہیں۔ **سطح آفتاب** پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسوقت تین ایسے مجموعے داغوں کے نظر آرہے ہیں جنکی بابت خیال کیا گیا ہے کہ اُنہیں سے ہر ایک کا رقبہ ایک ارب مربع میل ہے۔ **گذشتہ** سال لندن میں خیراتی کاموں کے رجسٹر اور ڈائجسٹ میں کل تعداد آمدنی کی ایک کروڑ پونڈ یعنی ۱۵ کروڑ روپیہ تھی۔ **گذشتہ** ماہ انگلستان میں رعد و برق کی گرما گرمی رہی جس سے باعث بجلی گرنے کے ملک کے اکثر حصص میں مکانات کا بڑا نقصان ہوا۔ **بڑی** خوشی کی خبر ہے کہ بشپ صاحبان بھی اب بازاری منادی میں دلچسپی ظاہر کرنے لگ پڑے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ماہ فروری میں لاہور کے بشپ لیفرائے صاحب اور ڈاکٹر کوپلسٹین صاحب نے جو اُن کے میٹروپالٹن ہیں امرتسر میں غیر مسیحی جم غفیر کے سامنے منادی کی۔ **امریکن** بورڈ آف فارن مشنز کے فیلڈ سکرٹری پادری جے ڈبلیو کانکلن صاحب بباعث دائم المریضی کے اس بورڈ کی خدمت سے علیحدہ ہوگئے ہیں۔ **امریکن بورڈ** آف فارن مشنز نے گذشتہ سال بورڈ کے عزلی مشن کے کام کے لئے ۱۷۹۲۳۲۶۰ پونڈ حاصل کئے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

گذشتہ ہفتے ہمنے بشپ وائٹ ہیڈ صاحب کی رائے دربارہ نیچ قوموں میں مسیحی کام کرنے پر درج اخبار کی تھی اب ایک غیر مسیحی براہمن گریجوایٹ کا مفصل ذیل بیان بشپ صاحب مذکور کی رائے کی یوں تصدیق کرتا ہے گو وہ بشپ صاحب کی رائے سے بالکل واقف نہیں ہے۔ اُس کا بیان یہہ ہے کہ مشنری صاحبان کا ہی طفیل ہے کہ ہندو جماعت کی ادنیٰ قومیں اٹھائی جارہی ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ کی طفیل گو انکی مالی حالت تبدیل ہو تو ہو لیکن یہہ مسیحی مشنریوں ہی کا کام ہے کہ وہ نیچ لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں اور انکو خواب غفلت سے اٹھا کر انسانیت کا جامہ پہناتے ہیں مشنریوں کا یہہ کام پرانی تواریخ کی محض اصلاح ہی نہیں ہے گویا کہ وہ ایک موجودہ نمونہ پر چل رہی ہے جو پہلے سے موجود تھا بلکہ انکا خیال بالکل الٹا ہے وہ اُن لوگوں کے بیچ میں کمال سرگرمی سے جاتے اور کام کرتے ہیں باوجودیکہ انکا مقابلہ کیا جاتا اور ان کو تصدیع پہنچایا جاتا ہے۔ تعلیم دینا اور تہذیب کا سبق پڑھانا تو اور طرح بھی ہو سکتا ہے۔ مگر یہہ کمال جرأت اور بہادری ہے کہ نیچ لوگوں کے بیچ میں جاکر انکو دلدل میں سے نکال لینا اور انکو انسانیت کا جامہ پہنانا۔ اس قسم کی تہذیب ہمکو ہمارے قدیم ہندوستان نے نہیں سکھائی چنانچہ جنوبی ہندوستان کی برہمن جماعت نے اپنی ادنیٰ جماعت پنچمل کو نہیں اٹھایا۔ بلکہ مسیحیوں نے۔ ہمارے میں بہت اس قسم کے لوگ ہیں جو نیچ قوم کے ساتھ ہمدردی تو رکھتے ہیں مگر ذات کی رکاوٹ ایسی ہے کہ ہم بحیثیت مجموعی انکو مدد نہیں پہنچا سکتے۔ ہم براہمنوں کو خیرات دینے میں

گو چنڈالوں کے ساتھ ہمارا کوئی بھی واسطہ نہیں ؛

گذشتہ ہفتے ہمنے ایک جاپانی شخص کی زبانی ثابت کیا تھا کہ جاپان میں آجتک کوئی محمدی نہیں ہے اور نہ ہی محمدیت کی طرف اُن کا میلان ہے۔ اسی طرح مسلمان کلکتہ کے ایڈیٹر نے ایک محمدی طالب علم کو جو جاپان میں ہے اور جس کا نام ابراہیم حسین ہے لکھ بھیجا کہ دریافت کرے کہ آیا یہہ افواہ سچ ہے کہ جاپان اسلام قبول کرنے لگا ہے۔ وہ محمدی طالب علم یوں لکھتا ہے کہ جاپان نے کبھی کوئی محمدی مشنری نہیں دیکھا۔ یہاں کے لوگ روحانی طبیعت کے نہیں ہیں یہاں کا مذہب صرف رسمی ہے وہ اپنی اقبالمندی کی حالت میں اسلاف کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آریہ میسنجر راوی ہے کہ تھوڑے دن ہوئے جاپان کے اخبار ٹائمس نے اس سوال کے جواب میں یہہ لکھا کہ اسلام ہرگز یہاں ترقی نہیں کریگا۔ خصوصاً جبکہ وہ لوگ جو اس کے عقلا ہیں دنیا بھر میں سب سے زیادہ غیر مہذب لوگ ہیں۔ اور کسی محمدی مشنری کا یہہ دعویٰ کہ بہت سے جاپانی مسلمان ہو گئے ہیں بالکل غلط ہے میں یہاں پر جاپان کی لڑائی کے پہلے آیا اور اسوقت میں ٹوکیو میں تعلیم پا رہا ہوں۔ لڑائی کے بعد کوئی بھی مسلمان مشنری یہاں نہیں آیا۔ اور نہ ہی میکاڈو نے مختلف ملکوں کے مذاہب کے ایلچیوں کو بلا بھیجا اور نہ ہی کوئی ایسی کانفرنس ہوئی جسپر آنجناب نے صدارت اختیار کی۔ وہ آدمی جو یہہ فخر کرتا ہے کہ بہت سے جاپانیوں کو اُس نے مسلمان کیا محض جھوٹ بولتا ہے۔ ہر سچ ہے کہ جاپان میں ایسے پارلیمنٹ کی خبر سنکر چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندوستانی سوامی جی اور ایک محمدی دہلی سے جس کا نام مسٹر سرفراز حسین تھا وہان آئے۔ لیکن دونوں ناکامیاب رہے۔ ایک بھی جاپانی محمدی مرید وہان نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ جاپانی لٹریچر میں محمدی مذہب کی نسبت کچھ بھی پایا نہیں جاتا۔ لیکن ایک بدھ پروہت نے انگریزی کتابوں کی مدد سے محمد کی تواریخ لکھی۔ مسیحی دنیا کے طلبا کا جلسہ پہلا جلسہ تھا جو جاپان منعقد ہوا ؛

پادری جی اے جانسٹن واس ایم اے مسیح کا یوں خاکہ کھینچتا ہے کہ وہ مسیح جسکی نسبت میں انجیل میں مطالعہ کرتا ہوں نہ تو بالخصوص زور آور نظر آتا ہے اور نہ بالخصوص نرم دل نظر آتا ہے نہ ایسا رحیم کہ انصاف کو اڑا دے نہ ایسا سخت کہ ترس کو جگہ نہو۔ وہ نرم بھی ہے اور حلیم الطبع بھی ہے اور ساتھ ہی دلیر اور شریف۔ اُس کے کیرکٹر میں کسی خاص قسم کی نیکی نے ایسا گھر نہیں کیا ہوا ہے کہ وہی نظر آئے اور کوئی نہیں۔ بلکہ اُس میں ہر ایک قسم کی نیکی نہ صرف شامل بلکہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور ہر زمانہ اور مکان کے لئے مفید اور مناسب حال ہے مقامی عارضی جب اسکی طرف دیکھتا ہوں تو وہ اُسمیں سے غائب ہو جاتی ہیں اور اس کے خط و خال میں صرف وہی خوبیاں نظر آتی ہیں جو عالمگیر اور دائمی ہیں ؛

بشپ ٹکر صاحب یوگنڈا سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے دو ہزار دیسی مسیحی واعظین سب کے سب یہاں کے دیسی کلیسیا ہی سے پرورش پا رہے ہیں۔ اور یہی بات ۲۷ پادریوں کی نسبت بھی سچ ہے۔ اس ملک کے مدرسے جن کی تعداد قریب ساٹھ ہزار کے ہے انکی تعمیر مرمت اور کل کاروبار صرف یہاں کے باشندوں ہی سے چل رہا ہے۔ یہاں کی دیسی کلیسیا کا کل کام یعنی تعلیمی پاسٹری اور مشنری ہر سہ کام کلیتہً دیسی ذریعہ ہی سے چلتا ہے ؛

لودیانہ آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے۔ کچھ بوندا باندی بھی ہو گئی ہے

مراسلات

جناب من تسلیم

گو میں نے کبھی کسی مشن سکول یا کالج میں تعلیم نہیں پائی نہ ان میں ملازمت کی ہے۔ تاہم مشن جو مبارک کام کر رہا ہے اور مشنری جس قسم کی پاکیزہ اور خیر محض زندگی کے نمونے پیش کر رہے ہیں ان کو میں عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مذہبی عقاید میں میرا آپ سے تفاوت ہے۔ جہانتک مجھے معلوم ہے آپکا یہ اعتقاد ہے کہ نجات کے دو راستے ہیں۔ ایک تو گناہ سے مطلقاً واسطہ ہی نہ رکھنا اور یہ طریقہ عملاً ایک امر محال ہے۔ اس پر میرا بھی اتفاق ہے۔ دوسرا طریقہ آپ کی رائے میں حضرت عیسیٰ پر اعتقاد لانا ہے جس کے ذریعہ گناہ بھی بخش جاسکینگے۔ اس میں میرا اختلاف ہے۔ میں حضرت عیسیٰ کو ایک معمولی نیک آدمی ہی نہیں بلکہ ان متبرک مہاتماؤں میں سے ایک خیال کرتا ہوں جو روے زمین پر پاکیزگی پھیلانے کو مختلف ملکوں اور مختلف وقتوں میں آتے رہے ہیں۔ مگر یہ امر میں نہیں مانتا کہ نجات اور سفارش اور معافی کا حق ان میں سے صرف حضرت عیسیٰ کو حاصل ہے اور باقی مہاتماؤں کو نہیں۔ خیر یہ مذہبی تفاوت تو کبھی بحث سے طے نہیں ہوتے ؎

کرکس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معمارا

اس سے قطع نظر کرکے اخلاقی دنیا میں دیکھیں تو مشنریوں نے بے شک مغربی تہذیب کو دنیا میں پھیلانے میں بہت کوشش کی ہے۔ غلاموں کی آزادی میں انہوں نے بہت کچھ حصہ لیا وحشی اقوام میں لکھنا پڑھنا انہوں نے پھیلایا۔ ہندوستان میں جو آج کے دن چار طرف ریفارمیشن کے نعرے گونج رہے ہیں۔ ایک طرف سوامی دیانند کے پیرو ہندو مذہب کے پھر اور پوچ تعصبات کی قلعی کھول رہے ہیں۔ دوسری طرف برہم سماجی توہمات کو چھوڑنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ سرسید احمد نے قرآن مجید کی وہ تفسیر لکھی کہ طبقہ ہی الٹ کے دکھلا ان سب اصلاحوں کی تہ میں اور ان سب ترقیوں کی جڑ میں مجھے مشنریوں کے سکول اور کالج نظر آتے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندو مسلمانوں کے کان کھولے اور دکھلایا کہ جن توہمات کو تم پتھر کی لکیر بنائے بیٹھے ہو وہ صرف جہالت کا ثبوت اور زمانہ تاریکی کی یادگاریں ہیں۔ وہ ہرگز جزو مذہب نہیں۔ یہ گیت جو آریہ صاحبان اپنے معزز ہادی سوامی دیانند کی شان میں گایا کرتے ہیں ؎

ادویا کی نندرا میں سوتا تھا بھارت
پر اپکاری پھرتا تھا گھر گھر جگاتا

میں اپنے ذہن میں ان پادریوں کی شان میں زیادہ چسپان پاتا ہوں جنہوں نے شروع میں تعلیم یافتہ اور اصلاح پسند ہندو مسلمان پیدا کئے۔ مگر افسوس کہ تعلیم یافتہ بھائیوں میں بھی تعصب مذہبی بعض وقت احسان فراموشی اور محسن کشی پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ اصحاب بھی جنہوں نے مشن کالجوں میں تعلیم پائی ہے پادریوں اور اُن کے نیک کاموں کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب یتیم خانوں میں پرورش پائی ہوئی نوجوان لڑکیوں کی قطار گرجا میں نماز پڑھنے کو جاتی ہے تو بعض بے فکرے تو صرف اُن کے حسن اور جوانی کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور بعض سوچنے والوں کے دل میں یہ خیالات آتے ہیں کہ مشن نے کس قدر بے کس جانوں کو بچا کر نہ صرف گذر معاش اور تعلیم دی ہے بلکہ اُن کو ایسا شستہ اور مہذب بنا دیا ہے کہ شاید اپنے ماں باپ کی زیر نگرانی تربیت پاکر بھی یہ ایسی نہ بن سکتیں اور یہ فاقہ کشوں کی اولاد اچھے سے اچھے شریف اور خاندانی ہندو کی بہو بیٹیوں سے سلیقہ تمیز اور پاکیزگی میں گوے سبقت لے گئی ہے۔ اس وقت بعض مذہبی تعصب سے بھنے ہوئے بجائے مشن کا شکریہ ادا کرنے کے یہ بھی کہتے اور محسوس کرتے نظر آتے ہیں کہ ہائے اتنے ہندو مسلمان عیسائی ہو گئے۔ کاش یہ فاقہ سے مرجاتے مگر عیسائیوں کے ہاتھ نہ آتے ؎

برین عقل و ہمت بباید گریست

میں ایک دفعہ یہاں کے ایک معزز عیسائی جنٹلمین سے باتیں کر رہا تھا۔ اور اپنے خیالات مشن کی ہمدردی میں ظاہر کر رہا تھا تو ایسی گفتگو آئی کہ اگر میں اپنے یہ خیالات اخباروں میں دونگا تو بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ بالعموم ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ مشن جو کچھ ہندوستان میں کر رہا ہے اُسے اہل ہند پسند نہیں کرتے ہیں اور اُس سے متنفر ہیں۔ اور ایسی صورت میں اگر مشنریوں کے کان میں یہ آواز جائیگی کہ بعض تعلیم یافتہ لوگ بلا کسی غرض اور بلا کسی مطلب کے صرف اُن کے نیک کاموں اور نیک زندگیوں کی وجہ سے اُنسے محبت اور قلبی ہمدردی بھی محسوس کرتے ہیں تو اُنکا دل بہت خوش ہوگا۔ اور اُنکی مایوسی اور دل شکستگی کم ہوگی۔ اُس گفتگو کو یاد کرکے میں آپ کو یہ چٹھی لکھتا ہوں اور اگر آپ بھی ایسا ہی خیال فرماتے ہوں تو میں آپ کو یہ چٹھی اپنے اخبار میں چھاپ دینے کی اجازت دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ پھر بھی وقتاً فوقتاً اس مضمون پر لکھتا رہونگا۔

بہر صورت آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ مجھے آپ جواب ضرور دینگے۔ جواب میں میرا پتہ یہہ درج فرمائیگا۔

کنج لال دلوالی۔ ایم۔ اے پروفیسر
راجارام کالج ۔ کولھاپور

ہم بخوشی تمام پروفیسر کنج لال دلوالی صاحب ایم اے راجہ رام کالج کولھاپور کا خط درج اخبار کرتے ہیں۔ کاشکہ ہمارے ہندو مسلمان تعلیم یافتوں میں ایسے وسیع خیال

کے لوگ پائے جاتے جیسے پروفیسر صاحب مذکور ہیں۔ جاپان میں ایک ہی خاندان میں بدھسٹ شنٹو اور مسیحی شمار کئے جاتے ہیں اور اُن کے آپس میں باہمی اختلاط اور میل جول میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں اب تک تعصب کی پٹی ایسی کس کے باندھی ہوئی ہے کہ ایک فرقہ کے لوگ اپنے دایرے سے باہر دوسرے فرقے کے لوگون کو اُس کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر مقام شکر ہے کہ جابجا ہندو مسلمانون میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ناشکرے اور ناسپاس ہرگز نہیں ہیں ۔ (ایڈیٹر)

پنجاب ریلوے میں مسیحی لڑکونکی بھرتی

لاہور کے لوکو و کیریج سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مہربانی کرکے یہہ حکم دیا ہے کہ محکمہ ریل میں ۴۰ ایسے لڑکے جنکی عمر ۱۴ سال سے ۱۸ سال تک ہوں ریل کے کارخانہ میں بھرتی کئے جائیں ۔

یہہ بھی تحریر کیا کہ اگر یہہ لڑکے اچھی طرح سے کام کرینگے تو ۴۰ کے بعد اور بھی بھرتی کئے جاوینگے ۔

اول تو ۴۰ کے بجائے صرف ۱۲ لڑکے ملے ان میں سے ۴ ڈاکٹری میں امتحان کے سبب عمر میں کم نکلے باقی آٹھ لڑکے ریلوے والون نے بھرتی کرلئے ہیں۔

دو امیدوار فائرمین
۳ لوکو شاپ میں اور
۳ کیریج شوپ میں

اِن جوانون میں سے پانچ تو جھنگ بار کے ہیں۔ ۲ ناروال سے اور ایک مظفرگڑھ سے ۔

اگر یہہ لڑکے ۳ مہینے تک ٹکے رہے تو پھر مسیحیوں کے لئے ریل میں کام کا دروازہ کھل جاویگا۔

ناظرین دعا کرین کہ اسکام میں کامیابی ہو اور کلیسیا کا بھلا ہووے ۔

راقم وارث الدین گوجرہ

سیالکوٹ کا چوتھا سالانہ مسیحی جلسہ

جو ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹ء سے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹ء تک بمقام سیالکوٹ ہوگا۔

پنجاب ۔ نارتھ ۔ ویسٹرن ۔ ریلوے نے مہربانی کرکے اِس جلسہ کے واسطے نصف کرایہ ہر درجہ کے مسافرون کے واسطے منظور کرلیا ہے ۔

ہر ایک سٹیشن میں ایک صاحب مقرر ہون جو سرٹیفکیٹ منگوا کر اُن صاحبون کو دیویں جو جلسہ پر سیالکوٹ تشریف لیجانا چاہینگے۔

ایسے سرٹیفکیٹ کے فورم جتنے درکار ہوں مفصلہ ذیل پتہ سے مل سکینگے ۔

۱۔ الگزنڈر مکلیش صاحب وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور

۲۔ پادری گارڈن صاحب ۔ گورداسپور

راقم ۔ وارث الدین گوجرہ

موجودہ دنونکی بات چیت اور اُسکا جواب

ناظرین نور افشان کو معلوم ہو کہ آجکل پنجاب کے کل ضلعون میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ آپ لوگون پر واضح ہے۔ علاقہ بار میں جو کچھ آجکل شور سننے میں آتا ہے گاؤن میں۔ شہرون میں۔ گھرون میں۔ غرض جدھر دیکھو یہی رونے کی آواز آتی ہے۔ کوئی تو کہتے ہیں۔ کہ سرکار انگریزی نے ہمپر بڑا ظلم کیا ہے۔ اور کوئی کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اپنے اصلی گھرون سے نکال کر دکھوں میں ڈالا ہے۔ اور ہمارا حق چھین لیا ہے۔ مگر ناظرین نور افشان کو معلوم ہو کہ سب لوگ سرکار کے برخلاف نہیں ہیں۔ فقط وہی لوگ سرکار انگریزی کے برخلاف بولتے ہیں۔ جنہوں نے سرکار کے وسیلے اور سرکار سے خود بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ مثلاً ہندو لوگوں کو دیکھو۔ جو کہ اکثر اِس ملک میں ہر ایک فن و پیشہ میں سبقت لے گئے ہیں۔ ہم کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ چند ضلعوں کے ہندو اکثر پیشہ تجارت کا کرتے تھے۔ بعض تو زیادہ اور بعض کم۔ اِس کا سبب یہ تھا۔ کہ اول ان میں علم بہت کم تھا۔ اور جو تھا۔ تو برہمن لوگو نہیں تھا۔ اور جو کہ اکثر ان کے پیشوا لیڈر تھے نیز دوسرں کو کسی قدر لکھنے کم آتا تھا۔ اور علم بھی ایسا تھا جو آجکل کے ترقی شدہ زمانہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جہانتک ہمارے خیال میں ہے پنجاب کے کس ضلع میں یہ علم دفتر کے کام میں یا اور کسی سرکاری محکمہ میں استعمال نہیں کیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ علم اکثر تمہارے لیڈرون نے آپنے ہی واسطے رکھا ہوا تھا۔ تاکہ تمہارے باپ دادون کو اچھی طرح سے لوٹیں۔ اور تم لوگ سوائے بتون کے پوجنے کے کچھ نہ جانتے تھے خیر اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف آپکی توجہ لگانا چاہتے ہیں۔ اور آپکو ایک عمدہ نقشہ موجودہ دنون کی حالت کا دکھانا چاہتے ہیں۔ اول یہ کہ آجکل جو کچھ ترقی ہندو لوگون نے کی ہے۔ یہ سب سرکار والا کے شان سے کی ہے۔ مثلاً آپ لوگ جو کہ پہلے نمک اور تیل کے بیچنے والے تھے۔ اور خود اپنی کمرون پر رکھکر گھر گھر کتنے بھجواتے تھے۔ بے لونک۔ تیل۔ تماکو وغیرہ جیسے اب بھی شہرون میں اکثر چھابڑی فروشوں کی صدائیں سنتے ہیں۔ تم پر سرکار نے بڑا ترس کھاکر تم کو اچھی ترقی دی ہے۔ تمہاری خاطر سکول جاری کئے۔ اور دیکھا کہ اب کچھ اچھی حالت پر آگئے ہیں۔ تو بڑے بڑے کالج قائم کئے

اور تمہاری خاطر بڑے بڑے پروفیسر منگوا کر جب کہ یہاں اسقدر کوئی نہ ملتا تھا۔ تم کو ترقی دی۔ اور جہاں تک تم کو ترقی دی۔ تم نمک اور تیل کے بیچنے والے ہو کر اب بڑی بڑی غیر زبانیں بولتے ہو۔ ارے نمک اور تیل کے بیچنے والو تم کیا جانتے تھے۔ کہ علم فلاسفی اور سائنس کس جانور کا نام تھا۔ اور زبان انگریزی کو جو کہ تمہارے پڑوس میں تھی۔ نہ جانتے تھے۔ یہ سب پڑانے کے لئے سرکار ہی کے وسیلے آپ نے حاصل کئے ہیں۔ غرضیکہ سرکار کے وسیلے آپکو بڑے بڑے عہدے حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ تم نہیں جانتے؟ کہ کسقدر پٹواری سے لیکر ڈپٹی تک تم ہی لوگوں کو عہدے دیئے گئے۔ غرض یہان تک کہ شہرون کی صفائی کا عہدہ جو کہ اکثر مہترون کا کام تھا وہ بھی اب آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور پھر پولیس کے محکمے کی طرف خیال کر کے دیکھو۔ کہ وہان بھی تم ہی کراڑ اور روڑے بھرتی کئے گئے ہو۔ عدالتون میں بھی عرضی نویس سے لیکر بڑے بڑے پیٹ والے اور پتلون کوٹ پہنے ہوئے تم ہی پھرتے نظر آتے ہو۔ بازارون میں دوکانون پر تم ہی نظر آتے ہو۔ گھر بیٹھے بیٹھائے کروڑون روپے کا خرید و فروخت سرکار کی طفیل سے کر رہے ہو۔ غرضکہ سب طرح کے پیشون میں تم ہی کو ترقی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جب علاقہ بار میں سرکار کی طرف سے زمین عطا ہونے لگی تھی۔ تو پہلے اکثر ہندوؤں۔ سکھوں۔ اور محمدی لوگون کو ہی عطا کی گئی۔ بتاؤ اُس وقت کسی غریب عیسائی کو سرکار سے زمین عطا ہوئی تھی؟ اکثر اسوقت ہندو لوگ زیادہ اسعاف آتے تھے۔ ہم اپنے بھائیوں کو جو کہ ہندو لیڈر ہیں۔ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اسوقت کیا حال تھا۔ اور اب کیا ہے اسوقت جب یہ اپنے گھرون سے کاشت کیواسطے آتے تھے۔ تو اُنکے پاس اکثر چھوٹے چھوٹے دو سے چار تک بیل ہوئے تھے۔ اُنکا پیوٹا ساز وسامان۔ زمینداروں کے پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتی پھٹے پرانے کپڑے۔ ہاتھ میں موٹا سا لٹھ ہوتا تھا۔ اور کھانے کا سامان اکثر بھونے ہوئے چنے یا جو کا آٹا راستہ میں کھانے کے لئے ہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی عورتون کا بھی اسی طرح کا حال ہوتا تھا۔ روٹی پکانے کا سامان مٹی کی ہانڈی اور پرات وغیرہ اکثر ہوتی تھیں۔ چارپائی کا تو کسی کے پاس نام و نشان نہ تھا۔ اور گائے بھینس گاہے گاہے دیکھے تھے۔ مگر اب بفضل خدا موجودہ حالت کی طرف بھی ذرا نظر ڈالیں۔ اور دیکھیں۔ کہ اس وقت کی ذلیل حالت کے بجائے اب کیسی اچھی حالت ہے۔ چھوٹے چھوٹے بیلوں کے بجائے بڑے بڑے بیل۔ اور ٹوٹے پھوٹے سامان کے بجائے اچھا عمدہ سامان پھٹے ہوئے کپڑے کے بجائے ریشمی کپڑے۔ اور فل بوٹ۔ اور لاٹھی کے بجائے نازک چھڑی اکثر ہم ہاتھ میں دیکھتے ہیں۔ اسی طرح سے عورتون کی بھی اچھی حالت ہے۔ بھاری بھاری زیور اور کپڑے پہننے کے لئے موجود ہیں۔ رہنے کے لئے پکے محل نظر آتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ سرکار کی مہربانی سے آپنے حاصل نہیں کیا۔ سچ ہے۔ سچ کو جیچ۔ جب سب کچھ افراط سے ملنے لگا۔ تو یہ سوجھی۔ کہ سرکار کو ہندوستان سے نکال دیں۔ کیونکہ ہندوستان ہمارا ہے۔ سچ ہے نیکی کے بجائے بدی۔ اب بتاؤ کہ سرکار نے باوجود اتنی مہربانیوں کے جو کہ آج تک کرتی رہی ہے اور آگے کو کریگی۔ تم پر کونسا ظلم کیا ہے؟

کیا فرمانبرداری اسی کا نام ہے جو آجکل آپ لوگ اپنی قلم سے اور منہ سے بجالاتے ہو؟ شکر گذاری کے علاوہ ناشکر گذاری کرتے ہو۔ اب بھی مہربانی کر کے ہوش میں آجاؤ۔ اور اپنی قلم اور گندی زبانون کو قابو میں رکھو کیونکہ بہت سے سرکار دولتمدار کے خیر خواہ تمہاری سب باتون کو سنتے ہیں۔ اور بڑی برداشت کرتے ہیں اَے سرکار کے دل سے خیر خواہ لوگو تم ہمیشہ اپنے خدا کے نورے مارتے ہوئے سرکار انگریزی کی شکر گذاری کرتے رہو۔ گو سرکار تم کو نہ جانے تو بھی خدا جانتا ہے۔ کہ تم بھوکے اور ننگے۔ دکھ دسکھ سہتے ہوئے پھر بھی سرکار کے شکر گذار رہو۔ زیادہ آداب اب ہم جاتے ہیں ؂

الراقـــــــــــم

گھنیا مل۔ لائیل پور۔ امریکن مشن

منشی اللہ دتا صاحب ممبر

یہ صاحب سنہ ۱۸۶۰ء میں قصبہ جلالپور جٹان ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ اس وقت متوسط درجہ کے دستکار لوگوں کو تعلیم کا شوق نہ تھا اور نہ اپنی اولاد کو مدارس سرکاری میں خوشی سے بھیجنا قبول کرتے تھے تو بھی منشی صاحب کے والد نے اپنے لڑکے کو ہونہار سمجھ کر پہلے تو محلہ کی مسجد میں قرآن خوانی کے واسطے بھیجنا شروع کیا جہان پر انہوں نے اسلامی طریق پر نماز پڑھنا اور مذہبی مسائل کا سیکھنا شروع کیا۔ مگر بعد میں قصبہ ہٰذا کے سرکاری مدرسہ میں تعلیم پانا اور فرصت کے وقت میں بجائے کھیلنے کے موٹا دیسی اور گجراتی کپڑا بننے کا کام سیکھنا شروع کیا۔ عرصہ سات آٹھ سال میں بباعث ذہانت آپنے اردو فارسی میں عمدہ لیاقت حاصل کر لی اور ساتھ ہی اس دستکاری میں بھی گوئے سبقت لے گئے افسوس کہ ابھی اپنے ایام طفلی سے نکل کر دنیاداری میں قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک والدین اس جہان ناپیدار سے ملک بقا کو یکے بعد دیگرے سدھار گئے اور زمانہ کی زد و کوب و یتیمی کی درس گاہ کا مقابلہ کرنے اور غلبہ پانے کی ڈیوٹی آپکے سپرد ہوئی۔ آپنے بھی بسم اللہ پڑھکر پہلے تو بیوی اور بچوں کی پرورش کے لئے خود دستکاری کر کے اُن کے معاش کا معقول انتظام کیا مگر بعد میں انہوں نے ہندوستان کے مختلف دیہات وقصبات کی سیر کا ارادہ کیا تاہم انکی سیاحت بھی نرالے ڈھنگ کی تھی۔ بجائے اس کے کہ اپنے پس اندہ روپیہ کو اپنی خوراک پوشاک و سفر خرچ میں صرف کریں انہوں نے اپنی سیاحت میں خوب روپیہ کمایا

پر کیونکہ ؟ ملک پنجاب کے بعض سوداگروں کا دستور ہے کہ وہ پارچہ فروشی کا کام کسی خاص شہر یا گاؤں کی کسی خاص دوکان میں ایک جگہ ٹھہر کر نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے گھر پر کپڑا فروخت کرنے کی غرض سے خرید کر کے جمع رکھتے ہیں بلکہ بطور کمپنی کے چند اشخاص بہ ہمراہ چند ملازموں کے نقد روپیہ گھروں سے لیکر دہلی یا بمبئی سے کپڑا خرید کر کے ایسے دیہاتوں میں جو بڑے بڑے شہروں سے دوری پر ہیں یا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں زمینداروں کی فصل تیار ہونیسے چار چھ ماہ پیشتر ہزاروں روپیہ کا کپڑا نمبردار وغیرہ کی ضمانت پر زمینداروں کو ادھار دیتے اور فصل پکتے ہی یہ کمپنی اپنا کل روپیہ نمبردار کی معرفت وصول کر لیتی ہے۔ مقروض اشخاص کا فرض ہوتا ہے کہ جب تک وہ اس کمپنی کا روپیہ ادا نہ کردیں تب تک اس کمپنی کے وصول کنندہ ممبر جنکی تعداد دو سے کم نہیں ہوتی رسد دیا کریں ٭

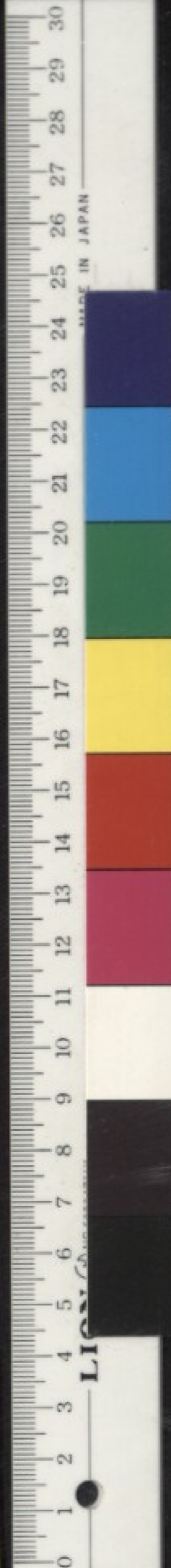
پس مذکورہ بالا طریق پر منشی الہ دتا صاحب اور انکے ساتھیوں نے خوب روپیہ پیدا کیا ٭

اس سیاحت کے بعد آپکا ارادہ سرکاری ملازمت کا ہوا چنانچہ چند معزز دوستوں کے ذریعہ جو نہر کے محکمہ میں ملازم تھے آپنے حکام انہار کی اجازت پاکر زمینداروں کی عرضیاں کیمپ کے باہر لکھنی شروع کیں اور تھوڑے عرصہ میں انکو معلوم ہوگیا کہ اگر یہہ حکام کے ہمراہ کیمپ میں بلا برہیں تو انکی ماہواری آمدنی قریباً پچاس روپیہ ہوگی اور یہہ بھی امید ہوگئی کہ کچھ عرصہ کے بعد کوئی مستقل جگہ بھی دستیاب ہوجائیگی مگر اس کام کو شروع کئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ انکی اہلیہ صاحبہ بیمار ہوگئیں جنکی بیمارپرسی کے لئے سب کچھ چھوڑ کر پھر گھر کو واپس آنا پڑا اور دوبارہ پھر باہر جانے کا موقع نہ ملا ٭

اگرچہ قبرپرستی اور پیرپرستی کا رواج تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے مگر ہمارے منشی صاحب کو ہوش سنبھالتے ہی پیروں کی کرامات اور کرشموں کا بالکل اعتقاد نہ تھا بلکہ انکا یقین تھا کہ چالاک آدمی قبرپرست اور پیرپرست لوگوں کو اپنے قبضہ میں لاکر پتھر مٹی پاک اور ناپاک اشیا کے آگے سجدہ کرا سکتا اور اُن کے مال و دولت کو بلا مشقت اپنے تصرف میں لا سکتا ہے پس ایسی خیال کی بنا پر انہوں نے اپنے مکان کے قریب ایک سفید جگہ پر مٹی کا ڈھیر لگاکر ایک قبر بنائی اور اُس کا نام "پیر ظاہر ولی" رکھوا یا پھر کیا تھا ؟ اہل شہر کے نہ فقط محمدی صاحبان بلکہ ہنود بھی تھوڑے ہی دنوں میں پیر ظاہر ولی کے معتقد ہوگئے اور انواع واقسام کے نذرانے آنے لگے بلکہ اس قبر کی یہاں تک تعظیم ہوئی کہ علاوہ نقدی وغیرہ چڑھاوا چڑھانے کے دیگر قبروں پر تو صرف جمعرات والے روز لوگ چراغ روشن کیا کرتے ہیں مگر ظاہر ولی کی قبر پر ہر شب کو چراغ جلنا شروع ہوگیا اور جو روئی وہ کاندار بتی بٹنے کے لئے دیتے وہ اتنی کثرت سے جمع ہو جاتی تھی کہ علاوہ تیل کے ایک ہی ماہ کے اندر پانچ سیر روئی فراہم ہوگئی ٭

چونکہ منشی صاحب کا منشا قبرپرستی کو رواج دینے یا اسکی آمدنی کے ذریعہ معاش پیدا کرنے کا نہ تھا مگر یہ کہ وہ لوگوں پر آئندہ کے لئے یہہ ثابت کردیں کہ قبرپرستی کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں ہے مگر یہ کہ یہ صرف آدمی کی جہالت اور خدا سے برگشتہ ہونے کا نتیجہ ہے پس منشی صاحب سے یہ قبر بنائی گئی اور انہیں کے دست مبارک سے برباد بھی کیگئی چونکہ منشی صاحب کا دل مذہب اسلام اور اس کے باطل رسومات سے پہلے ہی ہٹ چکا تھا لہذا انہوں نے مسیحیت کی طرف توجہ کی اور کتب مقدسہ کا مطالعہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب نے علانیہ مسیحی مذہب کی شمولیت کا اظہار کیا۔ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی اُن کے تمام رشتہ دار اور قصبہ ہذا کے تمام مسلمان انکی جان کے دشمن ہوگئے اور طرح بطرح سے ایذا پہنچانے کی سوچنے لگے حتیٰ کہ مسجد میں لیجاکر انکو جبراً مسیحیت سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی

اس موقعہ پر منشی صاحب نے اہل اسلام کے علماء سے کہا کہ اگر محمدی مذہب میں نجات ہے تو چاہئے کہ اہل اسلام میرے اعتراضات کا پورا پورا جواب دیں اور اگر نہیں ہے تو مجھے مسیحی مذہب میں شامل ہونے سے منع نہ کریں"۔ علمائے منشی صاحب سے اس امر میں اول تو اتفاق کرکے محمدی مذہب کے خلاف اعتراضات طلب کئے اور تھوڑی وقت پرتھانہ کے پاس ہی لوگوں کا ایک جم غفیر فراہم ہوا ایک طرف تو اہل شہر کے مسلمان اور اُن کے ہمراہ چند اہل ہنود بھی تھے مگر دوسری طرف سوائے منشی صاحب کے ایک عیسائی بھی اُن کے ہمراہ نہ تھا۔ جب منشی صاحب نے اپنے تحریری اعتراضات مجمع میں پیش کئے تو کچھ عرصہ تک سخت خاموشی رہی مگر بعد میں بعض کو جوابات کی سوجھی اور تھوڑی ہی دیر میں پتہ لگ گیا کہ قصبہ ہذا کے علماء جواب دینے میں سخت قاصر ہیں لہذا تجویز ہوئی کہ منشی صاحب کے اعتراضات کا جواب پھر کسی وقت دیا جاوے اور جلسہ برخاست ہوا۔ بعد میں ایک جھوٹا مقدمہ اس بنیاد پر کہ منشی صاحب نے ایک محمدی چاہ سے جبراً پانی نکالکر مذہب اسلام کو پاپی کیا ہے۔ اس مقدمہ کی تحقیقات کے لئے نائب تحصیلدار صاحب مقرر ہوگئے اور معززین اہل اسلام نے بھی دل کھولکر منشی صاحب کے خلاف شہادتیں پیش کیں۔ آخر مالک چاہ کی شہادت کی باری آئی جسکو اہل اسلام نے سمجھایا کہ مذہب کی خاطر کافر کے خلاف شہادت دینی عین ثواب ہے۔ مگر آفرین ہے مالک چاہ پر کہ اُس نے تحصیلدار صاحب کے روبرو معززین وسادہ و تماشبین کے سنتے ہوئے صاف صاف بیان کیا کہ منشی صاحب نے ہرگز چاہ سے پانی نہیں نکالا اور مقدمہ کی بنیاد صرف منشی صاحب کو تکلیف دیکر اسلام میں واپس لانے کی ہے اور بس۔ اس مقدمہ کے بعد منشی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو ورغلایا گیا کہ وہ اُن کے نکاح اور رفاقت سے جدا ہو جاوے بلکہ اس تجویز میں مخالفین کو پوری پوری کامیابی بھی ہوگئی چنانچہ انکی بیوی



ہفتہ ہوا کہ جواب آیا۔ جسمیں سکرٹری صاحب نے لکھا کہ "فارن مشن" کی کمیٹی نے آپ کی درخواست بہت خوشی سے منظور کر لی ہے اور اس روز سے پندرہ دن کو ایک جہاز بمبئی کو جانے والا ہے اسمیں تین اور مشنری لیڈیان جانے والی ہیں کہ میں ان کے ہمراہ جانے کیواسطے طیار ہو جاؤں۔ کہ خدا میرے ساتھ ہو اور میرے نیک ارادہ پر برکت بخشے وغیرہ وغیرہ۔ پس اب میں طیار بیٹھی ہون۔ میرے سفر کا تمام سامان درست ہوگیا ہے صرف ایکدو جوڑہ کپڑے کے بننے باقی ہیں؛

مس نورا۔ ذرا میرے بھی کان کھولدیجئے اور اس بات کو روشن کیجئے کہ کونسی ایسی بات اُس ڈاکٹر مس صاحبہ نے کہی کہ جس کے سبب تم یکایک اپنا گھر بار خویش واقارب۔ ملک اور وطن چھوڑ اس دور و دراز سفر پر آمادہ ہوگئی ہو۔

جواب۔ بہت خوب میں بیان کرتی ہون۔ مس صاحبہ نے ذیل کی آیتوں پر اپنے اڈریس کے شروع میں جو مارقس کی انجیل کے ۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیت ہیں پڑھ کر درس سنائی؛

"اور عیسےٰ نے انہیں کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا؛ اور جو کہ ایمان نہین لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا"؛

عزیز بہنو۔ اُنہوں نے کہا۔ غیر قومون کے مشن کی بنیاد ان دو آیتون پر ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ یہہ سب سے آخری حکم ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنی زبان

میں خوب جانتی ہوں کہ تمکو میری ایک دن کی غیر حاضری بھی پسند نہیں ہے اس واسطے تم ایسی ناراض ہوئیں۔ اگر ضروری نہ ہوتا تو میں کیوں جاتی۔ مجھے تو خود تم سے محبت ہوگئی ہے اور سوائے اس کے میں اپنی نوکری کا فرض بھی جانتی ہون کہ بلا مطلب مالک کو تکلیف دینا نوکر کیواسطے واجب نہیں ہے۔ لیکن جب ضروری ہے تو مالک کا بھی نوکر کی طرف کچھ فرض ہے یا نہیں۔ دیکھو نوکر اور مالک کی نسبت انجیل میں کیا حکم دیا گیا ہے۔ پولوس رسول کے خط کلسیوں کے تیسرے باب کی ۲۲ آیت میں لکھا ہے۔

"اے نوکرو تم اُن کے جو دنیا میں تمہارے خاوند ہیں سب باتون میں فرمانبردار رہو۔ پر نہ خوشامدی لوگوں کی مانند دکھلانے کو بلکہ صاف دل سے خدا ترسوں کی طرح۔ اور جو کچھ کرو سوچ سے کرو جیسا خداوند کے لئے کرتے ہیں نہ کہ آدمیوں کیلئے"؛

اور ۴ باب کی پہلی آیت میں لکھا ہے؛

"اُے خاوندو نوکروں کے ساتھ عدل اور انصاف کرو یہہ جانکر کہ تمہارا بھی ایک خاوند آسمان پر ہے"؛

پس خدا کے نزدیک دونو کا فرض ایک ہی جیسا ہے؛

مریم مریم۔ جینا بولیں۔ اب اور کچھ نہ کہو۔ صرف معاف کرو۔ اور میرے حق میں دعا کرو کہ خدا کی پاک روح کے وسیلہ سے میں اپنے وعدون کو پورا کر سکوں اور اپنے ارادوں پر قایم۔ اتنے میں انکی ماں آگئیں۔ میں نے انہیں چھوڑ کر اپنے کمرہ میں جاکر اپنے تھوڑے سے کپڑے وغیرہ جو ساتھ لیجانے کو تھی



ایک ٹین کے صندوق میں بند کردیئے۔ پھر ٹوپی اور دستانہ پہن چھتری ہاتھ میں لے مس نورا کے گھر کی راہ لی۔ اُس کا مکان ہمارے باغیچہ کے عنقریب ساتھ ہی تھا۔ قریب دو منٹ میں میں وہاں پہنچگئی۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کہ آئیے۔ وہ اپنے لکھنے کے میز پر بیٹھی لکھ رہی تھیں۔ لپک کے اُٹھیں اور دست پونجی سلام و دعا کے بعد کہنے لگیں کہ مس بیلی کیسے اتفاق کی بات ہے کہ میں آج ہی تمہارے پاس جانے کا قصد کر رہی تھی تاکہ تمہیں ایک خبر سناؤں جسکو سنکر تم اور ملکہ سب جو سنینگے حیران ہوں گے۔ سو اچھا ہوا کہ تم آپ ہی آگئیں آہا۔ مینے کہا مہربانی کرکے اُس خبر کو جلدی بتلائیے۔ دیکھو سننے کے شوق میں میرا دل کیسے دھڑکنے لگا۔

مس نورا نے کہا۔ خبر یہہ ہے کہ مینے مصمم ارادہ ہندوستان جانے کا کرلیا اور اب دو ہفتہ کے اندر ہی چلی جاؤنگی۔

یہ کیوں اور ایسی جلدی کس طرح ہوا۔

جواب عرصہ ایک برس سے زیادہ ہوا کہ میں کسی دوست کے ساتھ ایک مشنری میٹنگ (ایک جلسہ جوکہ اُن پادری مرد اور عورتوں کے لئے منعقد ہوتا ہے جو ہندوستان سے واپس رخصت پر آئے ہوں اور اُسی جلسہ میں وہ لوگ وہاں کے اپنے اپنے کاموں کی بابت بیان دیتے ہیں) میں گئی تھی۔ یہہ میٹنگ صرف عورتوں کیواسطے تھی۔ چار میم صاحباں جوکہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں زنانہ کام میں مشغول تھیں اور اب اپنی رخصت پر آئی تھیں اس جلسہ میں اڈریس دینے

کے لئے مقرر تھیں۔ مینے اُن سب کے اڈریسوں میں دلچسپی لی۔ لیکن ایک مس صاحبہ جوکہ ڈاکٹری کا کام بھی کرتی تھیں ایسی عمدہ طریق سے بولیں کہ میرے دل پر اس کا اثر ایسا ہوا جیسا پتھر پر لکیر۔ اور اُسی وقت یہہ شوق پیدا ہوگیا کہ اگر ہوسکا تو میں بھی اپنی باقی کی عمر اپنی ہندوستانی بہنوں کی بھلائی کیواسطے صرف کرونگی۔ کئی مہینوں تک مینے اس ارادہ کو اپنی دعا کا مدعا بنایا اور اپنے خدا سے یہی التجا کرتی رہی کہ اے خداوند تو مجھے اپنی روح کے وسیلے سے ہدایت کر کہ آیا میرا ارادہ غلط ہے یا درست۔ تیری مرضی کے موافق یا برخلاف۔ اور یہہ بھی کہ اگر تیری مرضی نہیں ہے تو میری خواہش کو پھیر اور اسکو ہرگز پورا نہ ہونے دے۔ کیونکہ میں یقین کرتی ہوں کہ جو کام تیری مرضی کے برخلاف ہو کامیاب نہیں ہوسکتا۔ پر جتنا میں دعا مانگتی تو یہی جواب میرے دل میں آتا کہ ہل پر ہاتھ دھر کے کبھی پیچھے لوٹ کر دیکھنا نہ چاہیئے۔ پس جہہ ہفتے ہوئے کہ مینے ایک درخواست "فارن مشن" کی کمیٹی میں اسمضمون کی بھیجدی کہ اگر کمیٹی منظور کرے تو میں اپنی خدمت ہندوستان میں مشنری بن کر جانے کے لئے پیش کرتی ہوں۔ درخواست پہنچتے ہی انہوں نے مجھے ایک کمیٹی کے سامنے جسمیں دس صاحب شریک ہونے کو تھے بلایا۔ میں وقت مقررہ پر کمیٹی کے سامنے حاضر ہوئی۔ انہوں نے میرے دفعتہً ایسا ارادہ پیدا ہونے کا سبب پوچھا اور کئی ایک اور سوال بھی مجھ سے کیئے۔ جنکا مینے مناسب طور پر جواب دیا۔ بعد اس کے انہوں نے مجھے یہہ کہکے رخصت کیا کہ آج آپ تشریف لیجائیے ہم اس کا جواب جلد بھیجینگے۔ چنانچہ ایک



کے رشتہ داروں نے جبراً منشی صاحب کے گھر سے نکالکر اپنے پاس لے گئے ایسے موقعہ پر سوائے دعا کے اور کوئی سہارا نہ تھا پس منشی صاحب نے اپنا دل دعا میں لگایا اور دعا کے سننے والے نے انکی دعا کا جواب چند ماہ کے اندر ہی دیدیا چنانچہ منشی صاحب کی بیوی پھر منشی صاحب کے پاس خود بخود واپس آگئی ٭

چونکہ اہل اسلام نے منشی صاحب کے اعتراضات کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا لہذا تجویز ہوئی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تمام پاس کردہ اعتراضات کا جواب دیں اور اہل شہر انکو تکلیفات کے وسیلے محمدی طریقہ پر واپس لانے کی جھوٹی تجاویز کریں مگر آخرکار اہل شہر اور مولوی محمد حسین صاحب کو اپنے اپنے فرائض میں پوری پوری ناکامیابی ہوئی چنانچہ مولوی صاحب مذکور قصبہ ہذا میں تشریف فرما ہوئے اور ہمارے منشی صاحب بھی اُن کے پاس حاضر کئے گئے مگر آخرکار مولوی صاحب کو ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا اور اُس کے بعد آجتک اہل شہر کے کسی عالم نے منشی صاحب کے اعتراضات کے ایک اعتراض کا بھی باقاعدہ جواب نہیں دیا ٭

قریباً ۱۸۸۰ء منشی صاحب نے بمعہ بیوی اور ایک لڑکی کے پادری پیٹرسن صاحب کے دست مبارک سے بپتسمہ پایا اور آخر دم تک مسیح کے وفادار اور سرگرم سپاہی رہے۔ انکو خدا نے نرالی برکتوں سے معمور کیا تھا۔ جنپر آپکو ناز تھا ٭

(۱) آپ ہندوستانی باجوں مثلاً ڈھولک۔ طبلہ وغیرہ بجانے میں پورے استاد تھے ٭

(۲) ہر ایک قسم کے دیسی راگوں سے آپکو پوری پوری واقفیت تھی اور آواز بھی شیرین اور بلند ٭

(۳) آپ علاوہ گانے بجانے کے شاعر بھی تھے چنانچہ انکی کتاب موسومہ "گلزار بشارت" کچھ کم مشہور نہیں ہے مگر اس لئے کہ ان راگوں کا جاننا ہر ایک مسیحی کے لئے آسان نہیں ہے اس لئے منشی صاحب نے دیسی مروجہ دنیاوی راگوں کے نمونہ بھی ہر ایک غزل اور ٹھمری وغیرہ کے شروع میں لکھ دیئے ہیں مگر افسوس کہ ہر ایک مسیحی دیسی راگوں سے بخوبی واقف نہیں ہے اور نہ ہی ہر ایک نے تھیٹر یا دیگر امراء و فقراء کی محفل و اجلاس میں شمولیت حاصل کر کے ہر ایک راگ کو سنا ہے اس لئے جب تک منشی صاحب خود حاضر ہو کے مسیحیوں کو گا کے نہ سنا دیں بہتر سے گیتوں کے گانے میں لوگوں کو دقت محسوس ہوتی ہے تاہم خدا کا شکر ہے کہ انکی محنت رائیگان نہیں ہوئی کیونکہ منشی صاحب نے گجرات سیالکوٹ اور دیگر بڑے سٹیشنوں پر خود حاضر ہو کے لوگوں کو بہت سے گیتوں کا گانا سکھلایا۔ علاوہ رسالہ گلزار بشارت کے منشی صاحب کے پاس اپنی تصنیف کردہ ایک ہزار صفحہ کی قلمی کاپی ہے جس پر ہر قسم کے دیسی وزنوں پر غزلیں وغیرہ لکھی ہوئی ہیں اور ایسٹر کا ناٹک بھی بہت عمدہ طرز پر لکھا ہوا پڑا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر یہ تمام غزلیں اور ناٹک علیحدہ علیحدہ جلدوں میں چھپوائی جائیں تو ہندوستانی کلیسیا کے پاس ایک نہایت بھاری ذخیرہ ہو جاوے اور پھر ہمارے مسیحی جوانوں کو ہرگز غیر اقوام کے گیت گانے یا سننے کا خیال ہی جاتا رہے اور تمام کلیسیا روحانی گیتوں اور غزلوں کے گانے کے عادی ہو جائے۔ اگر پانچسو خریدار انکی درخواست مسٹر الیہ دتا کے پاس کتابوں کی خریداری کی مسیحیوں کی طرف سے آجاوے تو میرا یقین ہے کہ بہت ہی جلد یہ کتاب چھپوا کر بذریعہ وی۔ پی لوگوں کو بھیجی جا سکتی ہے ٭

(۴) منشی صاحب جلسوں میں خوراک وغیرہ کے پکوانے میں خاص طور پر منتظم ہوا کرتے تھے جو قابل تعریف تھا اور مہمان نوازی میں تو یہاں تک بڑھے ہوئے تھے کہ اگر اُن کے مکان پر انکا دشمن بھی آجاوے تو بغیر روٹی کھلائے اُسکو باہر جانے کا اختیار نہ رہتا تھا نیز آپ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کی شادی اور غمی میں خاص طور پر حصہ لیا کرتے اور ہر قسم کے مالی اور وجودی امداد کرنے کو ہمیشہ تیار رہا کرتے تھے ٭

(۵) آپ لنڈن پولیس کی طرف سے پہلے تو ضلع گجرات کے ہر تھانہ کے سپاہیوں میں خداوند کی بشارت دینے کے لئے عرصہ دراز تک مقرر رہے مگر اب کچھ عرصہ سے تمام پنجاب کے محکمہ پولیس میں کام کرنے کے واسطے منظور ہو گئے تھے۔ افسوس کہ ابھی تک سوائے چند اضلاع کے تمام پنجاب میں پھرنے نہ پائے تھے کہ آٹھ دن کے بخار کے چڑھنے کے بعد ۱۸ مئی ۱۹۱۰ء کو بروز اتوار بوقت پونے بارہ بجے دن کے اپنے ابدی آرام میں شامل ہووے ٭

اپنے انتقال سے پہلے آپنے ہدایت کی تھی کہ نہ تو انکی قبر پختہ بنائی جائے اور نہ انکا جسم صندوق میں رکھا جاوے آخری دم تک انکو پوری ہوش رہی بلکہ برابر پتہ دیتے رہے کہ اُن کے جسم میں کہاں تک اب دم باقی ہے حتیٰ کہ جب سوائے چھاتی کے تمام جسم سے دم نکل چکا تھا تو آپنے کہا کہ اب دم چھاتی پر ہے اور بس آپکو موت سے ذرہ بھی خوف نہ تھا بلکہ نہایت خوشی سے تیار تھے اور مرنے سے پندرہ منٹ پہلے پھر آپنے دریافت کیا تھا کہ میرے واسطے قبر تیار ہے؟ اگر تیار ہو گئی ہے تو میں بھی تیار رہوں۔ دم چھوڑنے سے پانچ منٹ پہلے آپنے فرمایا کہ صرف ایمان دھوکا ہے مگر یہاں تو قانون ہے گویا انکا مطلب تھا کہ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے جس طرح بغیر روح کے جسم مردہ ہے۔ آپ اپنے پیچھے پختہ عمارتیں جنمیں سے ایک میں سرکاری پوسٹ آفس سات روپیہ ماہوار کرایہ پر ہے اور دوسرے میں خود سکونت رکھتے تھے چھوڑ گئے۔ آپ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں اور چونکہ انمیں سے ایک بھی ابھی تک ملازمت کرنے یا کمانے کے لائق نہیں ہے اس لئے التماس ہے کہ (۱) اس خاندان کی پرورش کے لئے خداوند سے دعا کی جاۓ

(۲) اگر منشی صاحب کی تصانیف کو کوئی کمیٹی چھپوانا منظور کرے تو اِس سے کلیسیا کا بہت بھاری فائدہ ہوگا۔ اور ان کتابوں کے منافع سے اِس مرحوم کے بچوں کا بھی گذارہ چند برسوں تک ہو جائیگا۔ مجھے امید ہے کہ پادری پیٹرسن صاحب سردار دیدار سنگھ صاحب کے معرفت منشی اللہ دتا صاحب کی تصانیف کو چھپواتے کا اور انکو فروخت کرینگا (اگر کوئی کمیٹی انتظام نہ کرے تو) ضرور انتظام کرینگے ؁

الراقم

ایکا داس ہاسی۔ رام۔ از جلالپور جٹان ضلع گجرات پنجاب

رسید زر

مس ایم۔ جے۔ کیمبل ہ

مسٹر جے جے رالٹین ۱۹۰۷ء عہ

ایچ میکمیان واسطے ڈاکٹر ممتاز خان عـہ

مسٹر یعقوب مسیح متھرا ۱۹۰۷ء ؏

پادری غلام مسیح واسطے مسٹر جسٹر ؏

پادری گولڈسمتھ واسطے مسیح دیال ۱۹۰۷ء ؏

پادری ڈبلیو۔ ٹی۔ اینڈرسن ہے

مسٹر بی۔ پال ” ہے

پادری اے۔ ایل۔ گارڈینر ؏

پادری نظام الدین ۱۹۰۶ء ؏

مسٹر جیٹھا بھائی ؏

مسٹر ایس۔ بی ٹامس ؏

پادری ایس گلم ہے

” ولیم ڈیگٹی ۱۹۰۷ء ہے

باوا پریم سنگھ ” ؏

پروفیسر میا سنگھ اشتہار لعہ

اشتہارات

ضرورت

سیالکوٹ شہر کے مستورات اور بچون کے لئے میمویل ہسپتال میں ایک سنجیدہ اور بالیاقت مسیحی ہسپتال اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ کل خط وکتابت ذیل کے پتہ پر ہوں

المشتہر

ڈاکٹر ایم وایٹ ہاسپیٹل سپرنٹنڈنٹ شہر سیالکوٹ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء بروز جمعرات وایام مابعد کو احاطہ جنرل سٹور لاہور میں ناکارہ وغیر مروج اسباب مشتمل بر اشیاء مفصلہ ذیل بذریعہ نیلام فروخت کیا جاویگا اور نیلام ہر روز صبح کے ۸ بجے شروع ہوا کریگی۔

تفصیل اسباب

پرانے لوہے مشتمل بر ٹکڑہ ریل۔ فش پلیٹ کمانیان و دیگر اقسام لوہا پرانا مشتمل بر ٹکڑا ریل و چادری ٹکڑے پیتل پرانا اور رتیان کہنہ و پرانی امیات کی سلیپرٹین کچھ کم قیمت چاندی کے کٹے ہوئے سکے ؁

تمام لاٹ یعنے ڈھیر خرید کردہ تاریخ خرید سے اندر میعاد ایک ماہ کے اٹھائے جانے چاہئے ورنہ ڈیمرج یعنی ہرجانہ بحساب ۳ پائی فی من یومیہ کے لگایا جاویگا اور وصول کیا جاویگا۔

تمام اسباب جو مفصلات کو روانہ کیا جاویگا اس پر کرایہ ریل ریلوے کے اسباب کے نرخ پر لگایا جاویگا۔ اور مالک کی ذمہ داری پر روانہ کیا جاویگا۔

چیف سٹورکیپرس آفس لاہور
تاریخ ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء

نوٹس

مشن ہائی سکول انبالہ شہر کے لئے ایک انگلش ماسٹر کی ضرورت ہے جو مسیحی ہو اور کم از کم انٹرنس پاس شدہ ہو تنخواہ پچیس روپے ماہوار ہوگی۔ مکان کا کرایہ تین روپے سے چار روپے ماہوار تک دیا جائیگا۔ اچھا کام کرنے کی صورت میں ترقی کی امید دلائی جاتی ہے۔ امیدوار اپنی درخواستین ہیڈ ماسٹر صاحب مشن ہائی سکول انبالہ شہر کی خدمت میں بھیجین فقط ؁

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبان میں مسیحی کارندون کی خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعے مسیحی کارندون کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن ہائے ہندوستان کی کلیسیائی خبرین اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کامون کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے ؁

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے :-

عوام سے	؏	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	؏	”
” پچیس ” ”	عہ	”



اگر تنخواہ پندرہ روپیہ سے کم ہو ١٢ر سالانہ
ادنےٰ ترین نرخ ١٢ر ”

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔
درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

الشـــــــــتہر

پروفیسر پی۔ ایچ ایڈورڈز الٰہ آباد

پرسبیٹیرین بیواؤن ویتامیٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ سنہ ١٨٨٣ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اِس میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اِس فنڈ کی طرف سے ٦٥ بیوگان اور خاندانوں کو ٧٠ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اُس کُل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اِس وقت اِس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اِس فنڈ کا نرخ کئی اور اِس قسم کے فنڈوں سے بہت ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اِس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے۔ مردوں کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوہ گی حالت میں اور بچوں کو یتامے میں اِس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے ؛

المشـــــــــتہر

پادری ڈاکٹر جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے
مینجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

جنرل آرینج منٹس
یا
عام بندوبست

(١) کمیٹی انتظام کو خاطر خواہ کرنے اور اجلاسون کو بعمدہ طریقون پر منعقد کرنے کے لئے پوری احتیاط کر رہی ہے ؛ حفظان صحت کا خاص بندوبست کیا جاویگا مردمان تنبوؤں میں مقیم ہونگے۔

(٢) مستورات اور لڑکیوں کے لئے خاص انتظام ہوگا یعنی کرسچن ٹرینگ انسٹیٹیوٹ کے پردہ دار احاطہ میں اکھٹی رہینگی نیز اُنکی خوراک کے لئے علیحدہ انتظام بازاری نرخ پر کیا جاویگا

(٣) چارپائی ١٠یوم کیواسطے ٨ر آنہ کرایہ پر مل سکیگی بشرطیکہ اپنے آنے سے پہلے ہر ایک پادری آئی۔ ڈی شہباز صاحب سیالکوٹ کو اطلاع دیں ؛

(٤) کن شیسن یعنی رعایتی ٹکٹ این ڈبلیو ریلوے کا بکنگ آفس ریلوے میں اپنا سرٹیفکیٹ دکھلانے سے ملیگا۔ اور یہہ سرٹیفکیٹ منشری صاحبان یا وائی ایم سی۔ اے لاہور سے دستیاب ہو سکینگے۔

(٥) انگریزی کھانا۔ ایک روپیہ یومیہ کے حساب سے مہیا کیا جاویگا ؛

(٦) دیسی کھانا۔ بازاری نرخ پر ملسکیگا۔ اور اِس امر کی احتیاط پوری پوری کی جاویگی۔ کہ وہ عمدہ ہو ؛

(٧) یہہ امید بھی ہے کہ ایک ہزار اشخاص کے (اجلاس میں) بیٹھنے کے لئے تنبو لیا جاویگا ؛
اِس بات کے لئے چندہ پادری ڈی آر گارڈن صاحب بہادر منشری گورداسپور کے نام روانہ کیا جاوے ؛

(٨) مفصل حالات دریافت کرنے کے لئے ”لوکل کمیٹی“ پادری آر۔ ایم پیٹرسن و پادری آئی۔ ڈی شہباز صاحبان سیالکوٹ سے خط و کتابت کریں ؛

(٩) اشتہارات انگریزی وار دو اور دیگر امور کے لئے وائی ایم۔ سی۔ اے۔ کے سکرٹری صاحب لاہور سے خط و کتابت کرنے پر مہیا ہونگے ؛

سیالکوٹ کنونشن

(بروز جمعہ مورخہ ٢٠ ستمبر سے سوموار ٣٠ ستمبر سنہ ١٩٠٧ء تک)

پیارے دوستو و بزرگو۔

مذکورہ بالا کنونشن کی کمیٹی آئندہ کنونشن کے لئے جس میں ایک ہزار اشخاص کے بیٹھنے کے لئے تنبو کے خریدنے کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ اِس غرض کے لئے یہہ اپیل آپ کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ چونکہ اجلاسون کے لئے عمدہ جگہ کے حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ اِس لئے یہہ ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ ایک تنبو جو ٤٠٠٠ ہزار مربع فٹ ہو جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار روپیہ کے قریب ہوگی خرید اجاوے گیا وہ اصحاب جو اِس کلام میں مدد کرنیکے خواہشمند ہیں۔ مہربانی کرکے اپنے چندوں کو جسقدر جلدی ہو سکے روانہ کرینگے ؛

تاکہ وہ قسم پادری ڈی۔ آر گارڈن صاحب (خزانچی کنونشن) مقیمی گورداسپور تنبو کی قیمت ادا کر سکینگے

از طرف کمیٹی	خادم بی۔ اے شرف از گورداسپور
	پادری گنڈ مل از راولپنڈی
	منشی وارث الدین از گوجرہ
صاحبان	مسٹر اے میک لیش از لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ٢ر معہ ضمیمہ ٢ر
” معہ محصولڈاک ” ٢ر ” ٣ر
” ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؛

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سوز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ سوز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم قیمت فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ چار آنہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے ؀

المشتہر پروفیسر بیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) پروفیسر بیا سنگھ صاحب! آپ کے سفید سرمہ سے ایک شخص کو جسکی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا تھا۔ بہت فائدہ ہوا یہہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرکے مایوس ہو چکا تھا برائے مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلےٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیجئے ؀

راقم مہاراجہ شمشیر جیت پرتاب بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست لگوہی گورکھپور

(۲) میں نے ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار بیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے۔ آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے۔ اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا۔ میں ان سب کو جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے۔ اور سچ سچ آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اس کا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں۔ اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں ؀ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر مغفور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور ؀

(۳) جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ کا بغرض تجربہ آپ نے میرے پاس بھیجا تھا اس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا۔ میری رائے میں آپ کا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور رتوندے کے لئے نہایت ہی مفید ہے اور اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر جانچکر استعمال کیا ہے اور آئندہ بھی بیماریوں میں مفید پاؤنگا۔ ان کی نسبت بعد کو لکھونگا ؀

راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ وایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ ؀

(۴) جناب پروفیسر بیا سنگھ صاحب! تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے واقعی یہہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم مہاراج کنور جیسا لال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھولی اودھ

(۵) جناب من تسلیم نیاز۔ چونکہ آپ کا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اس واسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے آپ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج کر مشکور فرما دیں ؀

راقم۔ ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دھاواشیو۔ علاقہ حیدرآباد دکن

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ۳۰۰۰۰ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی مطلب کے لئے ۹ مارچ ۱۹۰۸ء سے جمع کیا گیا ہے ؀

پادری ایچ گولکناتھ صاحب بی۔ اے اڈیٹر و منیجر نور افشان ساکن پہلور کے لئے لودیانہ مشن سٹیم پریس میں زیر اہتمام دائمی بلدر کے چھپا